اَدیان و مذاہب

[قسط نمبر ۴]

مولانا محمد علی قصوری
ایم اے، کینٹب

اسلام اور عیسائیت کی تعلیم اور نتائج نبوت: ایک تقابل

مولانا محمد علی قصوریؒ اس خاندان کے چشم و چراغ ہیں جن کے اکثر افراد نے برصغیر میں اسلام اور ملک وملت کی خدمت اور جدوجہدِ آزادی میں نمایاں کردار ادا کیا۔ آپ مولانا عبدالقادر قصوری (سابق صدر انجمن اہلحدیث پنجاب) کے صاحبزادے، معین قریشی (سابق نگران وزیراعظم) کے چچا اور موجودہ وفاقی وزیر خارجہ (خورشید محمود قصوری) کے تایا تھے۔

آپ نے اعلیٰ تعلیم کیمبرج یونیورسٹی سے حاصل کی۔ بیرسٹری کا کورس بھی مکمل کیا لیکن سند حاصل نہ کرسکے تھے کہ وطن لوٹ آئے۔ انگلستان کے قیام کے دوران ہی مولانا محمد علی قصوری نے اپنی زندگی اسلامی اور ملی کاموں کے لئے وقف کرنے کا تہیہ کرلیا تھا۔ برطانوی حکومت کی طرف سے کئی ملازمتوں کی پیشکش ہوئی لیکن ان کے دماغ میں ایک ہی دھن تھی کہ کسی طرح اسلامی ممالک کو مغربی استعمار کے چنگل سے آزاد کروایا جائے۔ افغانستان کی حکومت کو برطانوی سامراج کے خلاف جہاد پر آمادہ کرنے کے لئے افغانستان کا سفر بھی کیا۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی تو یاغستان چلے گئے اور وہاں کے قبائل کو ظلم کی قوتوں کے خلاف جہاد کے لئے تیار کیا۔ زیرنظر مضمون کی اقساط اس سے قبل دسمبر ۲۰۰۲ء اور اپریل، مئی ۲۰۰۳ء کے شماروں میں ملاحظہ فرمائیں۔ (محدث)

ذاتی کردار کے بعد تعلیم نبوت اور نتائج نبوت کی باری آتی ہے۔ چنانچہ ہم مختصراً ان دونوں انبیا کی تعلیم اور نتائج تعلیم کا مقابلہ کرتے ہیں:

انبیاء کے مدارج

اولاً انبیا کے تین مدارج ہیں: اُمت وملت کے مؤسس، مجدد اور متبع

مؤسّس وہ ہیں جو کسی دین کی ابتدا کریں اور اُمتِ صالحہ کی بنیاد رکھیں، علاوہ ازیں صاحبِ کتاب و شریعت ہوں، جیسے حضرت نوح ، حضرت ابراہیم اور حضرت محمد رسول اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام اور انہی کو قرآن حکیم نے 'اولوا العزم من الرسل' سے تعبیر فرمایا ہے اور جہاں تک علو

مرتبت اور اصطفیٰ کا تعلق ہے، 'اولوا العزم من الرسل' سے بڑا مرتبہ رسالت ونبوت میں قرآنِ حکیم کی رو سے اور کسی کو نصیب نہیں ہوا۔

اور ان تینوں انبیا کے والدین کا ذکر کسی طرح سے بھی قرآن حکیم میں تعریف سے مذکور نہیں ہوا، بلکہ اُلٹا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے باپ کے کفر کا بالاستیعاب ذکر ہوا۔

مجدّد وہ ہے جو کسی مؤسس کے دین کی تجدید کے لئے آئے، اس کے پاس کتاب وشریعت ہوتی ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

متّبع وہ ہے جو خود صاحبِ کتاب وشریعتِ جداگانہ نہ ہو، بلکہ اپنے سے پہلے صاحبِ کتاب وشریعت کے اتباع میں اس کی شریعت وسنت کے احیا کے لئے مامور من اللہ ہو۔ وہ وقتاً فوقتاً حسبِ ضرورت وحی الٰہی سے سرفراز ہوتا ہے، جیسے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کے انبیا جو حضرت سرورِ عالم محمد رسول اللہ ﷺ سے پہلے تشریف لائے۔

حضرت مسیح کس زمرہ میں سے ہیں؟

اس تقسیم سے جو ہم نے کی ہے، صاف ظاہر ہوگا کہ مؤسس انبیاء کا رتبہ اوّل، مجددین کا دوم اور متبع انبیا کا سوم درجہ ہوگا۔ اب ہم قرآنِ حکیم اور انجیل مقدس کی رو سے دیکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کس زمرہ میں تھے اور ہمارے حضور سرورِ عالم کس زمرہ میں، علیہم الصلوٰۃ والسلام!

پیشتر اس کے کہ اناجیل اربعہ نے جو پوزیشن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دکھلائی ہے، وہ آپ کے سامنے آئے، اس امر کو سمجھ لینا ضروری ہے کہ عیسائیوں کا بالاتفاق عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کوئی کتاب نہیں لائے اور ان کی حین حیات اور اس کے بعد بھی سالہا سال تک عیسائی دنیا اسی عقیدہ پر قائم تھی کہ حضرت عیسیٰؑ فقط تورات کے مذہب کو قائم کرنے اور یہودیوں کی اصلاح کی غرض سے تشریف لائے تھے اور موجودہ عیسائی مذہب اور مقدس کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سینٹ پال کی کوششوں سے وجود میں آئی اور قریباً تین صد سال میں متشکل ہوئی، بالآخر 'کونسل آف نیسیا' نے اس پر اِلہامی ہونے کی مہر لگا دی۔

www.KitaboSunnat.com

موجودہ عیسائیت کا بانی

اس امر پر نہایت بین اور واضح دلائل موجود ہیں اور کسی منصف مزاج عیسائی کو اس امر سے انکار نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام موجودہ عیسوی مذہب کے بانی نہیں ہیں، بلکہ سینٹ پال اس مذہب کا موجد اور بانی ہے۔ پہلے اس نے عیسوی مذہب کو فنا کرنے کی کوشش کی جب مخالفت سے فنا کرنے میں ناکام ہوا تو موافق اور دوست بن کر اسے فنا کرنے کی سوجھی، کیونکہ جس قدر نقصان دوست بن کر پہنچایا جا سکتا ہے، مدمقابل اور دشمن بن کر نہیں پہنچایا جا سکتا۔ چنانچہ اس مقصد میں سینٹ پال کو اپنی تمام توقعات سے بڑھ کر کامیابی ہوئی اور اس نے عیسوی مذہب کو فنا کرکے پالی مذہب کی بنیاد رکھی، جس کی بنا بجائے تورات و مقالاتِ حضرت مسیح علیہ السلام کے، مصری اور یونانی فلسفہ پر تھی۔ ذیل کا اقتباس ملاحظہ کیجئے

> ”میں یہودیوں کے لئے یہودی بنا تاکہ یہودیوں کو کھینچ لاؤں۔ جو لوگ شریعت کے ماتحت ہیں، ان کے لئے میں شریعت کے ماتحت بنا، تاکہ شریعت کے ماتحتوں کو کھینچ لاؤں اگرچہ میں خود شریعت کے ماتحت نہ تھا۔ (۲۰) بے شرع لوگوں کے لئے بے شرع بنا، تاکہ بے شرع لوگوں کو کھینچ لاؤں۔ میں سب آدمیوں کیلئے سب کچھ بنا ہوا ہوں، تاکہ کسی طرح سے بعض کو بچاؤں۔“ (کرنتھیوں کے نام سینٹ پال کا پہلا خط : باب ۹/ آیت ۲۰ تا ۲۱)

ذرا ان الفاظ کا غور سے مطالعہ کیجئے تو آپ کو پال کی حقیقت فوراً واضح ہوجائے گی۔ اس نے کمال حکمتِ عملی سے مصری اور یونانی اور لاطینی (رومی) علم الاصنام کو یہودی شریعت کے ساتھ مخلوط کرکے، تمام عباداتِ یہودیت کو فنا کرکے مسیحی سادگی کی بجائے مصری، یونانی تثلیث وکفارہ کو عقائدِ مسیحیت میں لا داخل کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہودی و غیر یہودی سب کے لئے مسیحیت یکساں مرغوب ہوگئی۔

حضرت عیسیٰؑ کا مذہب

اس لئے موجودہ عیسوی مذہب کو حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب کرنا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرنا ہے، ان کا مذہب تو موسویؑ تھا اور وہ تمام عمر موسوی شریعت کی دعوت دیتے رہے

اور ہمیشہ اپنا مشن موسویوں کی اصلاح ظاہر کیا۔ چنانچہ انجیل متی کی رو سے حضرت مسیح فرماتے ہیں:

''یہ نہ سمجھو کہ میں تورات یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں، منسوخ کرنے نہیں، بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان و زمین ٹل نہ جائیں، ایک نقطہ یا ایک شوشہ تورات سے ہرگز نہ ٹلے گا، جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔ پس جو کوئی ان چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے کسی کو بھی توڑے گا اور یہی آدمیوں کو سکھلائے گا، وہ آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلائے گا، لیکن جو اس پر عمل کرے گا اور ان کی تعلیم دے گا، وہ آسمان کی بادشاہت میں بڑا کہلائے گا۔'' (متی باب ۵ آیات ۱۷ تا ۱۹)

اس میں آسمان کی بادشاہت میں عزت و ذلت کا معیار فقط قانونِ موسوی پر عمل کو بتلایا گیا ہے۔ پھر حضرت مسیح علیہ السلام جب اپنے بارہ رسولوں کو منتخب کر کے رخصت فرماتے ہیں تو ان کو ہدایت فرماتے ہیں کہ تورات کی تعلیم دینا اور فقط بنی اسرائیل کو پیغام پہنچانا:

''ان بارہ کو یسوع نے بھیجا اور انہیں حکم دے کر کہا کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا، بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی طرف جانا۔'' (انجیل متی: باب ۱۰/ آیات ۵ تا ۷)

پھر ایک شخص مسیح سے پوچھتا ہے کہ میں اَبدی زندگی و نجات کس طرح حاصل کر سکتا ہوں؟ تو اس کا جواب یہی دیا جاتا ہے کہ تورات کے احکام پر کماحقہ عمل کرو۔ ہاں چونکہ بنی اسرائیل میں خیرات کا مادّہ خاص طور پر فوت ہو چکا تھا، اس لئے اُسے خیرات و ایثار فی اللہ کی خاص تعلیم دی جاتی ہے، کیونکہ مصلح کا فرضِ اوّلین یہی ہوتا ہے کہ اپنی تعلیم میں قومی اور وقتی ضروریات کی بنا پر خاص خاص اخلاقوں پر زیادہ زور دے اور ان کی تعلیم کو نمایاں درجہ دے:

''اور دیکھو ایک شخص نے پاس آ کر اس (یسوع) سے کہا: اے استاد! میں کون سی نیکی کروں تاکہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں۔ اس نے کہا کہ تو مجھ سے نیکی کی بات کیوں پوچھتا ہے، نیک تو ایک ہی ہے (یعنی خدا کی ذات تمام نقائص سے مبرا ہے)۔ لیکن تو اگر (ابدی) زندگی میں داخل ہونا چاہتا ہے تو (تورات کے) احکام پر عمل کر۔'' (متی: باب ۱۹/ آیات ۱۶ تا ۱۷)

اس کے بعد حضرت مسیح نے اسے تمام اَحکامِ تورات گن کر بتائے اور بعد میں اسے خیراتِ

www.KitaboSunnat.com

حقیقی کی تعلیم دی۔

اس سارے بیان سے یہ حقیقت کماحقہ آشکارا ہوجائے گی کہ حضرت مسیحؑ نے تمام عمر تورات پر عمل کرنے کی تعلیم دی اور اسی کی تعلیمات کی نشر واشاعت میں مصروف رہے اور ان کا تمام زورِ تبلیغ بنی اسرائیل کی گم گشتہ وگمراہ بھیڑوں کو راہِ راست پر لانے اور ان کی قومی وانفرادی برائیوں کی اِصلاح میں صرف ہوا۔ اور ان کو تمام عمر یہ خیال نہ آیا کہ علیحدہ مذہب کی بنیاد ڈالیں۔ حضرت مسیحؑ کی وفات کے بعد ایک مدت تک ان کے تمام حواری بھی اسی پر متفق رہے کہ حضرت مسیحؑ کوئی نیا مذہب نہیں لائے، اسی واسطے انہوں نے حضرت مسیحؑ کے مقالات کو قلم بند کرنا ضروری بھی نہیں سمجھا۔

موجودہ عیسائیت کی تاریخی حیثیت

بالآخر جب پطرس اور سینٹ جیمز حواریانِ مسیح اور سینٹ پال میں اختلاف بڑھا تو اس ضرورت کو محسوس کرنا پڑا۔ سینٹ پال مسیحی مذہب کو اپنی خواہشات اور یونانی معتقدات کے تابع کرنا چاہتا تھا، کیونکہ وہ یونانی الاصل تھا اور اس کی تمنا تھی کہ یہ مذہب کسی طرح یونانیوں اور رومیوں میں ہر دل عزیز ہوجائے۔ نیز اس کو یہ معلوم تھا کہ یونانیوں اور یہودیوں کی قدیمی عداوت یونانیوں کو یہودیوں کی مذہبی تابعداری سے مانع ہوگی۔ چنانچہ اپنے پہلے خط میں کرنتھیوں کے نام وہ لکھتا ہے:

> ''میں یہودیوں کیلئے یہودی بنا، تاکہ یہودیوں کو کھینچ لاؤں۔ جو لوگ شریعت کے ماتحت ہیں ان کیلئے میں شریعت کے ماتحت بنا، تاکہ میں شریعت کے ماتحتوں کو کھینچ لاؤں۔ اگرچہ میں خود شریعت کے ماتحت نہ تھا اور جو لوگ بے شرع ہیں ان کیلئے میں بے شرع بنا کہ بے شرع لوگوں کو بحیثیتِ بے شرع ہونے کے کھینچ لاؤں۔'' (باب ۹/آیت ۲۰ تا ۲۱)

لیکن پطرس اور سینٹ جیمز اس امر کو پوری طرح سے محسوس کرچکے تھے کہ حضرت مسیحؑ یہودیوں کی کھوئی ہوئی عظمت واپس لانے کے لئے تشریف لائے۔ یہ اختلاف کونسل آف نائی سیا کے زمانہ تک قائم رہا۔ جبکہ شاہِ قسطنطنیہ نے مذہب مسیحیت کو شاہی مذہب قرار دیا اور بزورِ شمشیر سینٹ پال کے معتقدات کو رائج کیا۔

www.KitaboSunnat.com

ہماری اس وضاحت سے بخوبی ظاہر ہوگیا ہے کہ انبیا علیہم السلام کے زمرہ میں حضرت مسیحؑ کا مرتبہ ایک متبع نبی کا سا ہے۔ دوسرا خود حضرت عیسیٰؑ کا عمل قانونِ تورات ہی پر رہا۔ چنانچہ یوحنا نبی سے بپتسمہ لینے کا واقعہ اناجیل اربعہ میں موجود ہے جو اس امر کی صاف دلیل ہے کہ ''حضرت عیسیٰؑ یوحنا نبی موسوی کے ہاتھ پر داخل مذہبِ موسوی ہوئے۔''

(انجیل متی: باب ۳/ آیات ۱۳ تا ۱۶/ مرقس: باب ۱/ آیات ۹ تا ۱۱/ لوقا: باب ۳/ آیات ۲۱ و ۲۲)

چہ خوش کہ ابن اللہ جو بقول مقدس ارسِتھاناس تورات کو اتارنے والا اور حضرت موسیٰ کو 'شجرۂ طور' پر أنا اللہ کہنے والا تھا، دنیا میں آکر اسی تورات اور اسی موسیٰ کے ماتحت ہوگیا اور اس سے سرموانحراف کو کفر خیال کیا ؎

کان مملوکی فاضحے مالکی

إن هذا من أعاجيب الزمن

ابن اللہ کی خدائی بھی عجیب قسم کی خدائی ٹھہری۔ ؏

بندگی میں مرا بھلا نہ ہوا!

نبی اکرم ﷺ کا منصب قرآنِ کریم کی رو سے

یہ ہے وہ دعویٰ جو عیسائی اور ان کی کتبِ مقدسہ اپنے نبی کے متعلق پیش کرتی ہیں۔ اب دیکھئے قرآنِ حکیم آنحضرت ﷺ کے بارہ میں کیا فرماتا ہے:

① جملہ انبیا اور بالخصوص حضرت موسیٰ اور ان کے متبعین مع حضرت مسیح علیہ السلام آنحضرت ﷺ کی ذاتِ مقدس صفات کی بشارت دیتے آئے ہیں۔

﴿مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّأْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ﴾ (الصّف:٦) خاص طور پر حضرت مسیحؑ کی زبان سے بیان ہوا ہے۔ چنانچہ انجیل متی (باب ۴/ آیت ۱۷) میں مذکور ہے: ''اس وقت سے یسوع نے منادی کرنا اور یہ کہنا شروع کیا کہ توبہ کرو کیونکہ آسمانی بادشاہت نزدیک آگئی ہے۔'' ذرا 'نزدیک آگئی ہے' کے الفاظ پر غور کرو، اگر خود مسیحؑ اس کے مصداق ہوتے تو صاف فرماتے کہ آسمانی بادشاہت آگئی ہے اور میں اسے لایا ہوں۔ اور 'رفع الی السما' کے بعد یہ نہ کہتے

www.KitaboSunnat.com

''مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں، مگر اب تم ان کو برداشت نہیں کرسکتے۔ لیکن جب فارقلیط آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا، اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔'' (یوحنا: باب ۱۶/آیت ۱۲تا۱۳)

ان دونوں اقتباسات پرغور کرو تو تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ حضرت مسیحؑ محض ایک مبشر اور مناد تھے جو آسمانی بادشاہت کے آنے سے پہلے اس کی منادی کرنے کو آئے تھے۔ آسمانی بادشاہت کے خود لانے والے نہ تھے اور سچائی کے مکمل راستہ کو دکھلانے کے لئے آنے والا وجودِ مقدس اور ہے۔ یہ وجودِ مقدس آنحضرت ﷺ کے سوا اور کون ہوسکتا ہے جو حضرت مسیحؑ کے بعد چھ سو سال کے اندر تشریف لائے۔

کیونکہ بقولِ کتابِ مقدس: ''اے خداوند! خدا کا ایک ہزار سال تیری ایک آنکھ کے جھپکے کے برابر۔'' یہ عرصہ چھ صد سال بہت ہی قلیل عرصہ ہے اور انہوں نے وہ تمام باتیں بتائیں جو حضرت عیسیٰؑ نہ بتلا سکے اور ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلاَمَ دِيْنًا﴾(المائدۃ:۳) کا مژدہ دنیا کو سنایا، صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔ اس طرح قرآن حکیم کی اور آیات بینات ہیں جو اس واقعہ کو اس سے بھی زیادہ واضح کررہی ہیں:

﴿اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِىَّ الْاُمِّىَّ الَّذِىْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِى التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِيْلِ﴾(الاعراف:۱۵۷) ''مؤمنوں کی جماعت وہ ہے جو نبی اُمی کی پیروی کرتے ہیں، جس نبی کا ذکر ان کو تورات اور انجیل میں لکھا ہوا ملتا ہے۔''

② آپ مؤسس نبی تھے ﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُوْلُوْا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ﴾ (الاحقاف:۳۵) پہلے آچکا ہے کہ اولوا العزم رسل صرف مؤسسین ہی ہیں۔

③ آنحضرت ﷺ سے پہلے جس قدر انبیا آئے، ان کا دائرۂ ارشاد و تبلیغ کسی خاص قوم یا اُمت ہی تک محدود تھا چنانچہ خود حضرت مسیح نے اپنے ۱۲/حواریوں کو یہی حکم دیا تھا کہ سوائے بنی اسرائیل کی گم گشتہ بھیڑوں کے اور کسی کو دعوت نہ دیویں۔ اور خود حضرت مسیحؑ نے ایک بیمار عورت

www.KitaboSunnat.com

کو شفا دینے سے محض اس بنا پر انکار کیا کہ وہ یہودیہ یعنی بنی اسرائیل سے نہیں۔

(انجیل متی: باب ۱۵/آیت ۲۴ تا ۳۰)

بالخصوص حضرت مسیحؑ کے یہ الفاظ: ''میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔'' (آیت:۱۲۴)

لیکن حضرت سرورِ عالم ﷺ تمام دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے۔ اور بخلافِ اناجیل قرآنِ حکیم پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ آں حضرت ﷺ کو تمام دنیا کی طرف مبعوث کیا گیا ہے

﴿وَمَا اَرْسَلْنَا كَ اِلاَّ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ﴾ (الانبیاء:۱۰۷)

''تجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت کے طور پر بھیجا گیا ہے۔''

﴿وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لاَيَعْلَمُوْنَ﴾ (السبا:۲۸)

''اور ہم نے تم کو تمام جہان کے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا (رسول) بنا کر بھیجا، لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے۔''

اس مضمون کی اور آیات قرآنِ مجید میں بے شمار ہیں، ہم نے مختصراً دو پیش کردی ہیں۔

④ آپ خاتمِ نبوت و رسالت تھے، اس لئے سب انبیا کے سردار اور ان کے اَدیان کے مکمل کرنے والے تھے:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾

''محمدؐ تم میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، بلکہ اللہ کے رسول اور خاتم النّبیین (انبیا کے سلسلہ کو ختم کرنے والے) ہیں۔'' (الاحزاب:۴۰)

جہاں انجیل و قرآن حکیم دونوں کی رو سے حضرت عیسیٰ محض مبشر و مناد اور متبع نبی تھے، وہاں ہمارے حضرت سرورِ عالم ﷺ افضل ترین انبیا میں سے تھے......

ہر چند کہ آخر بظہور آمدہ | پیش از ہمہ شاہان غیور آمدہ
اے ختم رسل قرب تو معلوم شد | دیر آمدۂ زراہ دور آمدہ

تعلیم اسلامی اور تعلیم عیسوی کا مقابلہ

موجودہ عیسائیت؛ خود مسیحی علما کی نظر میں

اب ہم تعلیم اسلامی اور تعلیم عیسوی کا مقابلہ پیش کرتے ہیں۔ فی الحقیقت جو کچھ ہم نے اوپر لکھا ہے، اس سے صاف ظاہر ہوگیا ہوگا کہ کوئی ایسی تعلیم سرے سے ہے ہی نہیں جس پر صحیح معنوں میں تعلیم عیسوی کا نام عائد ہوسکے، کیونکہ حضرت مسیحؑ تو حضرت موسیٰؑ کی تعلیم کے تابع تھے اور اناجیل اربعہ کا درجہ ہمارے ہاں موضوع، منقطع و غیر مرسل احادیث سے بھی کہیں زیادہ گرا ہوا ہے اور موجودہ عیسوی تعلیم کے مؤسس و مخترع اصل میں سینٹ پال ہیں اور اس کی تحریف کی تکمیل نائی سیا کی کونسل نے کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا موجودہ عیسائیت میں اس قدر حصہ ہے کہ ان کے مبارک و بزرگ نام کی طرف اس سینٹ پالی مذہب کو منسوب کرکے ان کی علانیہ توہین وتحقیر کی جاتی ہے۔ ورنہ حضرت عیسیٰ کا خیال تو فقط مذہبِ موسوی کا احیا وتجدید تھا۔ پولس کا فتنہ اس قدر نازک وقت میں کھڑا ہوا کہ مسیحیت بالکل اس کے خیالات و معتقدات کے سانچہ میں ڈھل گئی۔ جب سینٹ پال (پولس) نے اپنے مافوق الفطرت طریق پر مسیحی ہونے کا اعلان کیا، اس وقت مسیحیت عجیب کسمپرسی کی حالت میں تھی۔ حضرت مسیحؑ پر بادشاہِ وقت، قیصر روم کی بغاوت کا جرم عائد کرواکر ان کو صلیب پر لٹکایا گیا اور ان کے پیروؤں میں سوائے چند ایک کمزور کردار کے آدمیوں کے کوئی ایک بھی قابل التفات شخصیت نہ تھی۔ رومیوں اور یہودیوں کی سفاکیوں کے باعث ان کے قلوب اس قدر مرعوب ہوچکے تھے کہ وہ حضرت عیسیٰ کا نام لینا بھی اپنے لئے خطرۂ مرگ خیال کرتے تھے۔ ایسی حالت میں پولس نے ان کو اپنے آغوشِ شفقت میں لیا اور مسیحیت کو مذہبِ پال بنادیا۔ چنانچہ ریورنڈ ڈاکٹر ای اے سٹوارٹ ایم اے اپنے سالانہ وعظ میں فرماتے ہیں:

> ''ہم اس امر کے تصور سے کہ مسیحیت کس طرح دین موسویت میں (حضرت عیسیٰؑ کی وفات کے بعد) مدغم ہوچکی تھی، تھرا اُٹھتے ہیں۔ یہودی اثر اس قدر غالب ہوچکا تھا کہ اس نے قریباً اس کی تمام شاندار اُمیدوں پر پانی پھیر دیا تھا۔ یہاں تک کہ (حضرت عیسیٰؑ

www.KitaboSunnat.com

کے مشہور ترین حواری) برنباس اور پطرس بھی اس خیال کی رو میں بہہ گئے تھے (کہ مسیحیت کوئی نیا مذہب نہیں ہے، بلکہ موسویت کے احیاء وتجدید کا دوسرا نام ہے) کہ خدانے (یا شیطان نے جس نے حضرت عیسیٰؑ کو ان کی زندگی میں گمراہ کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا (متی: باب ۴/آیات ۱ تا ۶) اب حضرت عیسیٰؑ کے اس بے وقت اُٹھ جانے اور آپ کے متبعین کے اس طرح بے یارومددگار اور متزلزل و خائف رہ جانے پر انہیں گمراہ کرنے اور اپنا پرانا غصہ نکالنے اور اپنی پہلی ناکامی کے انتقام لینے کا اچھا موقعہ ہاتھ آیا تھااور اس نے سینٹ پال کو اپنا آلہ بنایا۔ [بقولِ قرآن] ﴿اِنَّ الشَّیَاطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰی اَوْلِیَاءِ هِمْ﴾ سینٹ پال کومبعوث کیا، جس نے مسیحیت کی گرتی ہوئی عمارت کوتھام لیا۔'' (سالانہ رپورٹ چرچ مشنری سوسائٹی بابت سال ۱۹۱۵، صفحہ ۸۸)

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں 'بائبل' کے آرٹیکل کا فاضل محرر زیرعنوان 'عہد نامہ جدید' لکھتا ہے:

''یسوع مسیحؑ اور ان کے حواریوں کی بائبل (مذہبی کتاب) فقط عہد نامہ عتیق یعنی، اولڈ ٹیسٹامنٹ تھی۔ جہاں تک ہمارا موجودہ علم ہماری رہبری کرتا ہے، وہ اورخود ان کے حواری عہدنامہ عتیق کو اپنے لئے بالکل کافی خیال کرتے تھے۔ اس لئے حضرت عیسیٰؑ کی وفات کے بیس سال بعد تک کسی کو نئی کتاب تدوین کرنے کا خیال نہ آیا اور جب خیال آیا تو عہد نامہ عتیق کا نمونہ پہلے سے موجود تھا، اسی کو سامنے رکھ کر آہستہ آہستہ جدید عیسائی مذہبی لٹریچر کی داغ بیل ڈالی جانے لگی، جس نے رفتہ رفتہ عہد نامہ جدید کی صورت اختیار کرلی۔'' (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا: جلد ۳، ایڈیشن نمبر ۱۱)

۱۹۱۷ء میں کیمبرج میں ایک لطیف مباحثہ ہوا، جس میں ڈین انگ نے ایک مضمون پڑھا ''کیا یسوع مسیح موجودہ مذہبِ مسیحیت کا بانی تھا؟'' مباحثہ میں انگلستان کے تمام اکابر ومشاہیر پادری شریک ہوئے تھے اور سوائے ایک دو کے سب کا اس امر پر اتفاق تھا کہ یسوع کو کبھی یہودی مذہب سے علیحدگی کا خیال تک بھی نہ تھا اور نہ ہی اس نے کوئی نیا قانون یا نئی کتاب و شریعت اپنے متبعین کے لئے چھوڑی۔ اس کی مفصل رپورٹ اخبار ٹائمز مؤرخہ ۱۰/ اگست ۱۹۱۷ء میں چھپی۔ اسکے مطالعہ سے دو حقائق کا انکشاف ہوتا ہے: ایک تو یہ کہ سب مذہبی علماء کا اس پر اتفاق ہے، دوسرے یہ کہ کسی کو جرأت نہیں ہوئی کہ حقیقت نفس الامر کا کھلے الفاظ میں اظہار کرے۔

www.KitaboSunnat.com

ایچ جی ویلز اپنی تازہ ترین تصنیف 'خدا یعنی شہنشاہ غیر مرئی' میں عہد نامہ جدید کی تکمیل کی نسبت یوں رقم طراز ہیں:

''ہماری رائے میں نائی سیا کی کونسل جس نے بالجبر دو صد سالہ مذہبی قضیوں کے نپٹانے کے لئے ان عقائد کو وضع و مرتب و متشکل کیا جن پر کہ تمام موجودہ مسیحی فرقوں کی بنیاد ہے، سب سے زیادہ مذموم اثرات پیدا کرنے والا اور سب سے زیادہ قابل نفرین ولعنت مذہبی مجمع تھا۔ اور ہمارا خیال ہے کہ اسکندریہ کے فیلسوفانہ تخیلات جو اس وقت زبردستی مسیحیت کے سر تھوپے گئے (یعنی مسیحی عقائد میں داخل کرلئے گئے، از قسم تثلیث وکفارہ) موجودہ زمانہ میں نہایت نفرت سے یاد کئے جانے کے قابل ہیں۔'' (صفحہ ۶، دیباچہ)

پس موجودہ مسیحی مذہب کو مذہبِ عیسوی کہنا حضرت عیسیٰ جیسے پاک نبی کی درحقیقت توہین کرنا ہے، لیکن چونکہ اس وقت ہمارا روئے سخن موجودہ عیسائیوں کی طرف ہے جو عہد نامہ جدید کو الہامی اور جملہ شرائع سابقہ کا ناسخ یقین کرتے ہیں اور اس کے ایک ایک حرف اور ایک ایک لفظ کو اِلہامی من جانب اللہ ہونے کا دل و جان سے ایمان رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں، اس لئے ہم انہی عقائد کے مطابق حضرت مسیح کی تعلیم اِنجیل اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیم قرآن کو لے کر مقابلہ کرتے ہیں۔ طول طویل مقالات کی یہاں گنجائش کہاں، ہم چند مختصر جملوں میں ہی یہ جھگڑا طے کرتے ہیں:

مذہب کیا ہے اور اس کی تعلیم کیا ہونی چاہئے؟ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ مذہب اس راستہ کو کہتے ہیں جو انسان کی معاشرتی، اخلاقی منزل وتمدنی زندگی کی رہبری کے لئے ایک کامل ومکمل ضابطہ، آئین وقواعد پیش کرے، جن کی بنیاد خدا اور اس کے بندوں کے حقیقی تعلقات، یعنی توحید ِالٰہی پر استوار ہو۔ جس طرح بغیر معتقدات وعباداتِ صحیحہ کے مذہب کا قیام ناممکن ہے، اسی طرح بغیر معاشی، تمدنی، اقتصادی اور اخلاقی آئین وضوابط کے وہ غیر مکمل اور بے سود ہے اور مکمل مذہب وہی ہے جو ایک طرف تو خدا کی کامل توحید کا سبق دے، دوسری طرف ایک ایسا مکمل اور جامع قانون بنی نوع کے ہر شعبہ زندگی کی ہدایت کے لئے دے جو اس کو کسی اور قانون کی احتیاج سے مستغنی کردے اور ساتھ ہی ساتھ اس مذہب کا حامل، یعنی رسول و نبی اس مذہب کی تعلیمات کا

ایسا کامل و مکمل نمونہ ہو کہ جس جگہ اس مذہب کے اُصول و فروع میں اختلاف پیدا ہو، اس کی زندگی کی طرف مرافعہ کرنے سے وہ اختلاف و نزاع رفع ہو سکے!!

تعلیم انجیل

اب تعلیم انجیل کو لیجئے۔ تعلیم انجیل چہ جائیکہ ایک کامل مذہبی تعلیم ہو، اس میں توحید ہی کی تعلیم اس قدر ناقص و عسیر الفہم ہے کہ خود انجیل کے مصنف کو بھی یہ معلوم نہ تھا کہ توحید کیا چیز ہے؟ یہی وجہ ہے کہ خود عیسائیوں میں دو فرقے ہیں۔ ایک اپنے آپ کو موحد اور حضرت عیسیٰ کو 'ربی' یعنی نبی مانتا ہے اور دوسرا اپنے آپ کو تثلیث پرست اور حضرت عیسیٰؑ کو ابن اللہ مانتا ہے اور دونوں موجودہ اناجیل سے استناد و استشہاد کرتے ہیں اور وہ دونوں اس استناد میں سچے ہیں۔ خود مؤلفین اناجیل کو معلوم نہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کیا ہیں: نبی ہیں یا ابن اللہ؟ چنانچہ کہیں تو وہ یہ لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ نے اپنے تئیں ابن آدم کے نام سے موسوم کیا۔ (انجیل متی: باب ۹/ آیت ٦ و باب ١٧/ آیات ٢٢ و ٢٣) بالخصوص مؤخر الذکر یہ بقول مؤلفین اناجیل ان کے قریباً آخری الفاظ ہیں جن میں وہ اپنی صلیب پر لٹکائے جانے کی پیشین گوئی کرتے ہیں۔ اور کہیں یہ کہ انہوں نے اپنے آپ کو ابن اللہ اور خدا کو باپ کے نام سے موسوم کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ خطاب ابن اللہ سے اپنے تئیں منسوب کرنا از قسم استعارہ تھا۔ جیسے کہ تمام نسل اسرائیل کو تورات میں خدا کے بیٹوں، یعنی ابناء اللہ کے نام سے پکارا گیا ہے اور اناجیل کے مجہول مؤلفین نے ان کو لفظاً و معناً ابن اللہ بنا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ عقیدۂ توحید جو اصل اساسِ مذہب ہے، عیسائیوں کے ہاں بالکل ایک چیستان و معمہ رہ گیا ہے۔ انسانی دماغ تو جب تک اپنی تئیں معطل نہ کر دے اسے باور نہیں کر سکتا۔ تمام یورپ کی مذہب سے برگشتگی کا سبب زیادہ تر یہی پیچیدہ و لاینحل عقیدۂ توحید ہے اور جس قدر گمراہی از قسم عقائد تثلیث و کفارہ وغیرہ مسیحی مذہب میں داخل ہوگئی، وہ سب اسی غیر واضح تعلیم کا نتیجہ ہے۔

قرآنِ مجید کی تعلیم

برعکس اس کے قرآن مجید نے توحید کی تعلیم کو اس قدر صاف اور واضح طور پر کیا ہے

www.KitaboSunnat.com

کہ اسلام کے شدید ترین اَعدا کو بھی انکار نہیں۔ چنانچہ سر ولیم میور لیکی وغیرہ کو بھی اس کے اقرار کے سوا کوئی چارہ کار نظر نہ آیا۔ والفضل ما شهدت به الأعداء

اور کیوں نہ ہو کہ قرآن مجید نے اس قدر شرح وبسط کے ساتھ اقسامِ شرک کی بحث کی ہے اور توحیدِ الٰہی کو اس قدر مختلف اَسالیب میں بیان فرمایا ہے کہ شرک وتوحید میں آمیزش ناممکن ہے اور جاہل سے جاہل آدمی سے لے کر عالم سے عالم تک کے لئے یکساں ایسا واضح کردیا کہ سب یک زبان ہوکر پکار اُٹھے کہ

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق　　زبان اور دل کی شہادت کے لائق

قرآنِ کریم کی آیات ملاحظہ ہوں:

﴿وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ﴾ (الاسراء:۲۳)

”تیرے پالنے والے نے یہ فیصلہ کردیا ہے کہ تم سوائے اس کے اور کسی کی پرستش نہ کرو“

﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلاَّ لِلّٰهِ ، اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ﴾ (یوسف:۴۰)

”حکم محض اللہ کیلئے ہے، اس نے حکم کیا ہے کہ سوائے اس کے تم کسی کی پرستش نہ کرو۔“

قرآنِ حکیم کے مباحثِ توحید اس قدر دلکش اور گوناگوں واقع ہوئے ہیں کہ اس مختصر بحث میں ان کی گنجائش نہیں۔ یہاں تو فقط مقابلہ کرنا مقصود تھا، سو اسی سے واضح ہوگیا کہ عقائد کی تعلیم میں مسیحی تعلیم اسلامی تعلیم کے مقابلہ میں بالکل فیل ہوگئی اور قرآنی تعلیم، انجیلی تعلیم سے اس لحاظ میں افضل واعلیٰ ٹھہری۔

عقائد کے بعد عبادات کا درجہ آتا ہے۔ سو اس میں خیر سے اناجیل اربعہ اور باقی کا عہد نامہ جدید بالکل کورے ہیں۔ چونکہ مسیحؑ اپنی اُمت کے گناہوں کا کفارہ ہوکر صلیب پر چڑھ گیا، اس لئے اس کی اُمت کو نہ عبادات کی ضرورت ہے نہ اخلاق کی۔ پس عبادات کی تعلیم کا مقابلہ ہی بے سود ہے۔

انجیل کی اخلاقی اور معاشی تعلیم

اب باقی کی تعلیم کو لیں۔ باقی ماندہ تعلیمِ انجیل میں یہ بھی تو نہیں کہا جاسکتا کہ کوئی خاص

www.KitaboSunnat.com

اخلاقی یا معاشی تعلیم ہے اور جو ہے بھی پراگندہ و پریشان اور اس کی وہی مثال ہے کہ کوئی الف لیلہ یا فسانہ عجائب سے اچھے اچھے فقرات جمع کر کے ان کو مجموعہ اخلاق بنا لے۔ لیکن تاہم جس قدر بھی ہے، ہم اسی کو لیتے ہیں وہ اس قدر نا قابل عمل ہے کہ ہر مسیحی اس وقت اس کی عملاً تردید کر رہا ہے اور بزبانِ حال وقال اس کے غلط ہونے کی گواہی دے رہا ہے۔ یہاں تک کہ مسیحیوں کے روحانی ناخدا عملاً اس کی تکذیب کر رہے ہیں۔ دنیائے مسیحیت میں شائد پاپائے روم سے بڑا رومن کیتھولکس میں اور آرک بشپ آف کنٹربری اور آرک بشپ آف یارک سے بڑا پروٹسٹنٹ میں مذہبی عہدہ دار نہیں ہوتا اور وہ بقول مسیحیوں کے حضرت عیسیٰؑ کے جانشین ہیں۔

اب مسیح تو انجیل میں پکار پکار کر فرما رہے ہیں کہ اونٹ کا سوئی کے ناکہ میں سے گزرنا آسان ،لیکن دولت مند کا خدا کی بادشاہت میں داخل ہونا ناممکن ہے۔(متی: باب۱۹/ آیت ۲۴) اور ایک نوجوان دولت مند کو جو ہر طرح سے قانون پر عامل تھا،حکم دیتے ہیں کہ تو میرا رفیق نہیں ہوسکتا، تاوقتیکہ اپنا سب مال و دولت اور سامانِ عیش وعشرت لٹا کر فقیر بن کر میرے ساتھ نہ ہولے۔ (متی: باب ۹۱/ آیات ۲۰،۲۱) اور آرک بشپ آف کنٹربری اور یارک، چین سے پندرہ پندرہ ہزار پونڈ سالانہ ہضم کر رہے ہیں۔ موٹروں پر سواری کرتے ہیں، محلوں میں رہتے ہیں۔ حالانکہ ہزاروں نہیں، لاکھوں بندگانِ خدا ان کی آنکھوں کے سامنے غریب خانوں میں گرسنگی سے پڑے دم توڑ رہے ہوتے ہیں۔ کیا آرک بشپ آف کنٹربری اور آرک بشپ آف یارک خدا کی بادشاہت میں داخل ہونے کے اُمیدوار ہیں اور کیا تمام مسیحی پادری صاحبان جو ہر ماہ نوٹوں کی بھری ہوئی تھیلیاں اور روپیوں اور اشرفیوں سے بھری ہوئی پوٹلیاں لے جا کر چین سے تمام مہینہ مزے لوٹتے ہیں اور گوشت و مرغ اُڑاتے ہیں، مسیح کی تعلیم کے مطابق خدا کی بادشاہت میں داخل ہوسکیں گے؟ اور کیا وہ بقول حضرت مسیح ''جو ایک دن کی کمائی میں سے دوسرے دن کے لئے رکھتا ہے، وہ میرا پیرو نہیں'' (متی) اور کیا یہ سب صاحبانِ مسیح کی اس تعلیم پر عمل کرتے ہیں جو انجیل متی باب ٦ میں خدا پر بھروسہ رکھنے کے بارے میں دی گئی ہے اور جس میں یہاں تک کہا گیا ہے کہ ''صبح کی روٹی کھانے کے وقت شام کے کھانے کو جمع کرنا، باقی رکھنا

بھی حرام ہے۔'' افسوس صد افسوس! اور کیا حضرت پاپائے روم جو بادشاہ سے بھی بڑے محلوں میں رہتے ہیں اور جن کی رہائش کا خرچ شاہِ اٹلی سے بھی زیادہ ہے، مسیح کی بادشاہت میں داخل ہونے کے اُمیدوار ہیں۔ اگر یہ سب مشنری صاحبان مسیح کی اس تعلیم پر عمل کرنے لگیں تو دنیا بہت جلد ان کے وجود سے خالی ہو جائے۔

کیا ہی اچھی تعلیم مکافات و مجازات مندرجہ ذیل آیات میں دی گئی ہے:

''ٹھوکروں کے سبب دنیا پر افسوس ہے، کیونکہ ٹھوکروں کا لگنا ضروری ہے۔ پس اگر تیرا ہاتھ یا تیرا پاؤں تجھے ٹھوکر کھلائے تو اسے کاٹ کر پھینک دے۔ ٹنڈا یا لنگڑا ہو کر زندگی میں داخل ہونا تیرے لئے اس سے بہتر ہے کہ دو ہاتھ یا دو پاؤں کے ہوتے تو ہمیشہ کی آگ میں ڈال دیا جائے۔ اگر تیری آنکھ تجھے ٹھوکر کھلائے تو اسے نکال کر پھینک دے۔ کانا ہو کر زندگی میں داخل ہونا تیرے لئے اس سے بہتر ہے کہ دو آنکھیں ہوتے تو آگ کے جہنم میں ڈال دیا جائے۔'' (انجیل متی: باب ۱۷/۱۸ آیات ۸،۹)

آج کل کتنے پادریوں کا (باقی مسیحیوں کا تو کیا کہنا) اس تعلیم پر عمل ہے اور ان میں سے کتنے ٹنڈے، لنگڑے، لولے اور کانے نظر آتے ہیں یا شائد فائر پروف پردوں کی ایجاد کے باعث آتش جہنم سے بے خوف ہوگئے ہیں ؎

مشکلے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس — توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر مے کنند

العجب ثم العجب! وہ تعلیم جسے خود پادری صاحبان بے کار و ناقابل عمل سمجھ کر ردّی کی ٹوکری میں پھینک چکے ہیں۔ اسے بھی پادری صاحبان دنیا کے سامنے پیش کرنے سے نہیں شرماتے۔

﴿بِئْسَ مَا يَأْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ (البقرۃ:۹۳)

''اگر تمہیں ایمان کا دعویٰ ہے تو تمہارا ایمان تمہیں بڑی بری بات کا حکم دیتا ہے۔''

؎ دین پر حیف ہے گر دین کا منشا ہے یہی

کیا اس تعلیم کا مقابلہ تعلیم قرآنی سے کریں؟ ؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک

ان پادری صاحبان کی کور باطنی و بے شرمی اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ یہ اس تعلیم کا مقابلہ قرآنِ حکیم کی تعلیم سے کرنے سے نہیں شرماتے۔ اگر یہ لوگ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھ

www.KitaboSunnat.com

لیں تو کافی ہو، بحث تمحیص کی ضرورت بالکل باقی ہی نہ رہے۔اس بارے میں انگلستان کے مشہور جادو بیان سیاست دان برک کی تقریر کا اقتباس کافی خیال کرتے ہیں۔تقریر مقدمہ 'وان ہنگز' میں وہ کہتا ہے:

''مسلمان قرآنِ حکیم کو خدا کا کلام مانتے ہیں۔اس میں ان کی معاشرتی، منزلی اور اخلاقی زندگی کے لئے ایک ایسا مکمل ضابطہ قانون موجود ہے کہ دنیا کے کسی مذہب کے بانی نے اپنے پیروؤں کو اس سے بہتر اور جامع تر ضابطہ آئین نہیں دیا۔''

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی ،اسلام آباد

مندرجہ ذیل کورسز (سال ۲۰۰۴ء) میں طلبا وطالبات کا داخلہ جاری ہے

بی اے آنرز ، ایم اے آنرز اور ڈاکٹریٹ

برائے عربی، انگریزی، فارسی، اصول الدین، ایل ایل بی شریعہ اینڈ لاء، اکنامکس وغیرہ

① وفاق المدارس کی اسناد قابل قبول ② نتیجے کے منتظر طلبہ بھی درخواست دے سکتے ہیں۔

③ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ ۳۰/جون اور بمع لیٹ فیس ۱۵/جولائی ۲۰۰۳ء ہے۔

عمران: ہاسٹل ۲، کمرہ ۵ فون 051-9257940، عبدالحنان حامد: ۴/۱۷۳، فون 9257960

مجلس عمل کی قیادت نے صوبہ سرحد میں حکومت بنانے کے بعد مفتی غلام الرحمٰن صاحب کی سربراہی میں ۲۱ رکنی 'نفاذِ شریعت کونسل' تشکیل دی۔جس نے مختصر عرصے میں اپنی سفارشات حکومت سرحد کے حوالہ کردیں، جو کابینہ کی منظوری کے بعد اسمبلی میں پیش ہونے والی ہے۔انہی سفارشات کو ماہنامہ العصر 'نفاذِ شریعت نمبر' کی صورت میں ۲۰۰ صفحات میں شائع کررہا ہے۔ قیمت ۷۵ روپے ماہنامہ العصر: پوسٹ بکس نمبر ۱۲۰۹ جی پی او پشاور صدر

خوشخبری: اسلامک ویلفیئر فاؤنڈیشن پاکستان کے زیر اہتمام ماہنامہ اسلامک فاؤنڈیشن کا باقاعدہ اجرا کردیا گیا ہے جس میں قرآن وسنت پر مضامین، شہدا کی یادیں، خواتین کے لئے معلومات اور دیگر معلومات شامل ہوں گی۔باقاعدگی سے ہر ماہ کی ۱۰ تاریخ کو اشاعت۔۴ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوائیں۔ بلا قیمت

حافظ ہشام الٰہی ظہیر: سیکرٹری جنرل فاؤنڈیشن، حسن پلازہ اردو بازار لاہور، فون: 7242850

ماہنامہ 'القاسم' نوشہرہ مولانا سید سلیمان ندویؒ پر ۵۰۰ صفحات میں عنقریب اشاعتِ خاص پیش کررہا ہے۔ قیمت ۱۵۰ روپے

www.KitaboSunnat.com